بحث نداء یارسول اللہ یا نعرہ یارسول اللہ

حضور علیہ السلا کو دور یا نزدیک سے پکارنا جائز ہے۔ ان کی ظاہری زندگی پاک میں بھی اور بعد وفات شریف بھی خواہ ایک ہی شخص عرض کرے یارسول اللہ یا ایک جماعت مل کر نعرہ رسالت لگائے۔ یارسول اللہ ہر طرح جائز ہے۔ اس بحث کو ہم دو باب میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا باب

نداء یارسول اللہ کے ثبوت میں

حضور علیہ السلام کو نداء کرنا قرآن کریم فعل ملائکہ فعل صحابہ اور عمل امت سے ثابت ہے قرآن کریم نے بہت مقامات میں حضور علیہ السلام کو نداء فرمائی ایھا النبی یا ایھا الرسول یا ایھا المدثر غیرہ ان تمام آیات میں حضور علیہ السلام کو پکارا گیا ہے۔ ہاں دیگر انبیاء کرام کو ان کے نام سے پکارا یا موسیٰ یا عیسیٰ یا یحییٰ یا ابراہیم یا آدم وغیرہ مگر محبوب علیہ السلام کو پیارے پیارے القاب سے نداء فرمائی۔

یا آدم است با پدر انبیاء خطاب　　　　یا ایہا النبی خطاب محمد است

بلکہ قرآن کریم نے عام مسلمانوں کو بھی پکارا یا ایھا الذین امنوا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ ہمارے محبوب علیہ السلام کو پکارو مگر اچھے القاب سے لاتجعلوا دعآء الرسول بینکم کدعآء بعضکم بعضا۔

(پارہ ۱۸ سورہ نور آیت نمبر ۶۳)

اس میں حضور علیہ السلام کو پکارنے سے نہیں روکا گیا بلکہ فرمایا گیا کہ اوروں کی طرح نہ پکارو۔ قرآن نے فرمایا ادعوھم لاٰبآء ھم (پارہ ۲۱ سورہ ۲ آیت نمبر ۵) ان کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے پکارو۔ اس آیت میں اجازت ہے کہ زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کو پکارو۔ مگر ان کو ابن حارثہ کہو ابن رسول اللہ نہ کہو۔ اسی طرح کفار کو اجازت دی گئی کہ وہ اپنے مددگاروں کو اپنی امداد کے لئے بلالیں وادعوا شھدآء کم من دون اللہ ان کنتم صدقین۔

(پارہ ۱ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲)

مشکوۃ کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت جبریل نے عرض کیا یا محمد اخبرنی عن الاسلام ندا پائی گئی۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان ج ۱ ص ۳۶۔۳۷ رقم الحدیث ۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

مشکوۃ باب وفات النبی میں ہے کہ بوقت وفات ملک الموت نے عرض کیا۔ یا محمد ان اللہ ارسلنی الیک نداء پائی گئی۔ ابن ماجہ باب صلوۃ الحاجہ میں حضرت عثمان ابن حنیف سے روایت ہے کہ ایک نابینا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوئے ان کو یہ دعا ارشاد ہوئی۔

اللھم انی اسئلك واتوجه الیك بمحمد نبی الرحمة یا محمد انی قد توجهت بك الی ربی فی حاجتی ھذه لتقضی اللھم فشفعه فی قال ابو اسحق ھذا حدیث صحیح۔

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں اور تیری طرف حضور علیہ السلام نبی الرحمۃ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں یا محمد ﷺ میں نے آپ کے ذر　سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی تاکہ حاجت پوری ہو۔ اے اللہ میرے لئے حضور کی شفاعت قبول فرما ابو اسحق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(سنن ابن ماجہ ابواب اقامۃ الصلاۃ باب ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ ج ۱ ص ۴۴۱ رقم الحدیث ۱۳۸۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (مستدرک للحاکم ج ۱ ص ۷۰۷ رقم الحدیث ۱۹۳۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (مسند ج ۴ ص ۱۳۸ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (عمل الیوم واللیلۃ للنسائی ص ۴۱۸ رقم الحدیث ۶۶۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (التاریخ الکبیر للبخاری ج ۶ ص ۲۱۰ رقم ۲۰۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۱۶۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہ دعا قیامت تک کے مسلمانوں کو سکھائی گئی ہے اس میں نداء بھی ہے اور حضور علیہ السلام سے مدد بھی مانگی ہے۔

عالمگیری جلد اول کتاب الحج آداب زیارت قبر نبی علیہ السلام میں ہے۔

ثم يقول السلام عليك يا نبى الله اشهد انك رسول الله۔

ترجمہ: اے نبی آپ پر سلام ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے نبی ہیں۔

(فتاوی عالمگیری کتاب المناسک باب نذر بالحج خاتمہ فی زیارۃ قبر النبی ﷺ ج ا ص ۲۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

پھر فرماتے ہیں۔

ويقول السلام عليك يا خليفته رسول الله السلام عليك يا صاحب رسول الله فى الغار۔

پھر فرماتے ہیں۔

فيقول السلام عليك يا امير المومنين السلام عليك يا مظهر الاسلام السلام عليك يا مكسر الاصنام۔

ترجمہ: یعنی صدیق اکبر کو یوں سلام پیش کرے کہ آپ پر سلام ہو اے رسول اللہ کے سچے جانشین۔ آپ پر سلام ہو اے رسول اللہ کے غار کے ساتھی۔ اور حضرت فاروق کو یوں سلام کرے آپ پر سلام ہو اے مسلمانوں کے امیر آپ پر سلام ہو اے اسلام کو چمکانے والے آپ پر سلام ہو اے بتوں کو توڑنے والے رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ اس میں حضور علیہ السلام کو بھی نداء ہے اور حضور کے پہلو میں آرام فرمانے والے حضرت صدیق وفاروق کو بھی۔

(فتاوی عالمگیری کتاب المناسک باب نذر بالحج خاتمہ فی زیارۃ قبر النبی ﷺ ج ا ص ۲۹۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حاشیہ.....☆

امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں۔

عبدالرزاق عن معمر عن ايوب عن نافع قال كان ابن عمر اذا قدم من سفر اتى قبر النبى ﷺ فقال السلام عليك يارسول الله ﷺ السلام عليك يا ابابكر السلام عليك۔

ترجمہ: حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب بھی سفر سے واپس لوٹتے تو حضور ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری دیتے اور عرض کرتے۔

"یارسول اللہ ﷺ السلام علیک یا ابابکر السلام علیک"

(مصنف عبدالرزاق باب السلام علی قبر النبی ﷺ ج ۳ ص ۵۷۶ رقم الحدیث ۶۷۲۴ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۸ رقم الحدیث ۱۱۷۹۳ مطبوعہ مکتبہ الرشد الریاض)، (سنن الکبری للبیہقی ج ۵ ص ۲۴۵ رقم الحدیث ۱۰۰۵۱ مطبوعہ مکتبہ دار الباز مکۃ المکرمۃ)، (الایضاح للنووی ص ۴۵۳ مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ بیروت)، (مواہب اللدنیہ ج ۴ ص ۵۸۲ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)، (زرقانی ج ۱۲ ص ۱۹۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (شفاء شریف ج ۲ ص ۱۷۶ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت)، (المدخل ج ۱ ص ۲۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (امتاع الاسماع للمقریزی ج ۱۴ ص ۶۱۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (المطالب العالیہ لابن حجر عسقلانی ج ۱ ص ۳۷۱ رقم الحدیث ۱۲۵۰ مطبوعہ مکۃ المکرمۃ)

امام ابوزکریا محی الدین بن شرف النووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں۔

واعلم ان زيارة قبر الرسول ﷺ من اهم القربات وانجح المساعى..... الى ان قال ثم ياتى القبر الكريم فيستدبر القبلة ويستقبل جدار القبر عاض الطرف فى مقام الهيبة والاجلال فيقول السلام عليك يارسول الله...... الى ان قال ويتوسل به فى حق نفسه ويستشفع به الى ربه ﷺ۔

اکابرامت اولیاء ملت مشائخ وبزرگان دین اپنی دعاؤں اور وظائف میں یارسول اللہ کہتے ہیں۔ قصیدہ بردہ شریف میں ہے۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ سواك عند حلول الحادث العمم

ترجمہ: اے بہترین مخلوق آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں

(شرح خرپوتی ص ۲۱۸ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

امام زین العابدین فرماتے ہیں اپنے قصیدہ میں۔

یا رحمۃ للعلمین ادرك لذین العابدین محبوس ایدی الظلمین فی موکب المذدھم

اے رحمۃ للعالمین زین العابدین کی مدد کو پہنچو وہ اس ازدھام میں ظالموں کی قید میں ہے

مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

زمہجوری برآمد جان عالم ترحم یا نبی اللہ ترحم

نہ آخر رحمۃ للعالمینی زمحروماں چرا فارغ نشینی!

جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے۔ یا نبی اللہ رحم فرماؤ رحم فرماؤ۔ کیا آخر آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہوں پھر ہم مجرموں سے فارغ کیوں ہو بیٹھے۔

(زلیخا ص ۱۵ طبع قدیم)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں۔

یا سید السادات جئتك قاصدا ارجو رضاك و احتمی بحماك

ترجمہ: اے پیشواؤں کے پیشوا میں دلی قصد سے آپ کے حضور آیا ہوں آپ کے رضاء کا امیدہوں۔ اور اپنے کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

(قصیدہ نعمان مع الخیرات الحسان ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ان اشعار میں حضور کو ندا بھی ہے اور حضور علیہ السلام سے استعانت بھی اور یہ ندا دور سے بعد وفات شریف ہے۔ تمام مسلمان نماز میں کہتے ہیں۔ السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یہاں حضور علیہ الصلوٰۃ کو پکارنا واجب ہے۔ التحیات کے متعلق ہم شامی اور اشعۃ اللمعات کی عبارتیں حاضر وناظر کی بحث میں پیش کر چکے ہیں وہاں یہ گفتگو بھی تنہاء یارسول اللہ کہنے کی۔ اگر بہت لوگ مل کر نعرہ رسالت لگائیں تو بھی جائز ہے کیونکہ جب ہر شخص کو یارسول اللہ کہنا جائز ہوا تو ایک ساتھ ملکر بھی کہنا جائز ہے چند مباح چیزوں کو ملانے سے مجموعہ مباح ہی ہوگا جیسے بریانی حلال ہے۔ اس لئے حلال چیزوں کا مجموعہ ہے۔ نیز اس کا ثبوت صراحۃً یہی ہے۔

حاشیہ......☆

ترجمہ: اور جان لو کہ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ کی قبر انور کی زیارت تمام قربتوں سے بڑھ کر اہم ترین قربت ہے اور تمام کوششوں سے بڑھ کر کامیاب ترین کوشش ہے۔ پھر کہا اس کے بعد زائر آپ ﷺ کی قبر انور کے پاس آئے قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو اور قبر انور کی دیوار اس کے سامنے ہو اور اپنی نگاہ کو مقام ہیبت اور جلال پر مرکوز کر کے یوں کہے یارسول اللہ! آپ ﷺ پر سلامتی ہو۔ پھر زائر حضور نبی کریم ﷺ کا اپنی جان کے لئے وسیلہ پکڑے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کو وسیلہ بنا کر پیش کرے۔

(المجموع ج ۸ ص ۲۰۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں۔

سائل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے اپنی حاجت پیش کرے پھر حضور اقدس ﷺ سے شفاعت کی درخواست کرے اور اس طرح عرض کرے:

یارسول اللہ اسالك الشفاعۃ یارسول اللہ اتوسل بك الی اللہ۔

ترجمہ: یارسول اللہ! میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں اور یارسول اللہ! میں آپ کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ بناتا ہوں۔

(فتح القدیر ج ۳ ص ۳۳۷ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مسلم آخر جلد دوم باب حدیث الہجرۃ میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ پاک داخل ہوئے۔

قصعد الرجال والنسآء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یارسول اللہ۔

ترجمہ: تو عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے نعرے لگاتے پھرتے تھے یا محمد یارسول اللہ یا محمد یارسول اللہ۔

(صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق باب فی حدیث الہجرۃ ج ۴ ص ۲۳۱۱ رقم الحدیث ۲۰۰۹ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)، (صحیح ابن حبان ج ۱۵ ص ۲۸۹ رقم الحدیث ۶۸۹۷۰ مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت)، (مسند ابویعلی ج ۱ ص ۱۰۷ رقم الحدیث ۱۱۶ مطبوعہ دارالمامون للتراث دمشق)

اس حدیث مسلم سے نعرہ رسالت کا صراحۃً ثبوت ہوا اور معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام نعرہ لگایا کرتے تھے۔ اسی حدیث ہجرت میں ہے کہ صحابہ کرام نے جلوس بھی نکالا ہے اور جب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر سے واپس مدینہ پاک تشریف لاتے تو اہل مدینہ حضور علیہ السلام کا استقبال کرتے اور جلوس نکالتے (دیکھو مشکوٰۃ و بخاری وغیرہ) جلسہ کے معنی ہیں بیٹھک یا نشست جلوس اس کی جمع ہے جیسے جلدہ کی جمع جلود۔ یعنی کوئی نماز ذکر الٰہی کا جلسہ ہے کہ ایک ہی جگہ ادا ہوتی ہے اور حج ذکر کا جلوس کہ اس میں گھوم پھر کر ذکر ہوتا ہے۔ قرآن سے ثابت ہے کہ تابوت سکینہ کو ملائکہ بشکل جلوس لائے۔ بوقت ولادت پاک اور معراج میں فرشتوں نے حضور کا جلوس نکالا۔ اور اچھوں کی نقل کرنا بھی باعث ثواب ہے۔ لہذا یہ مروج جلوس اس اصل کی نقل ہے اور باعث ثواب ہے۔

دوسرا باب

نداء یارسول اللہ پر اعتراضات کے بیان میں

اعتراض ......قرآن کریم فرماتا ہے۔

ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک۔

ترجمہ: اللہ کے سوا ان کو نہ پکارو جو تم کو نفع و نقصان نہ پہنچا سکیں۔

(پارہ ۱۱ سورہ ۱۰ آیت نمبر ۱۰۶)

معلوم ہوا کہ غیر خدا کا پکارنا منع ہے۔

ویعبدون من دون اللہ ما لا ینفعھم ولا یضرھم۔

ترجمہ: خدا کے سوا ان کو پکارتے ہیں جو ان کے لئے نافع و مضر نہیں۔

(پارہ ۱۹ سورہ ۲۵ آیت نمبر ۵۵)

ثابت ہوا کہ غیر خدا کو پکارنا بت پرستوں کا کام ہے۔

جواب:۔ ان جیسی آیتوں میں جہاں بھی لفظ دعا ہے اس سے مراد بلانا نہیں بلکہ پوجنا (دیکھو جلالین اور دیگر تفاسیر) معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پوجو۔ دوسری آیت اس معنی کی تائید کرتی ہیں رب فرماتا ہے ومن یدع مع اللہ الھا اخر (پارہ ۱۸ سورہ ۲۳ آیت نمبر ۱۱۷) جو خدا کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارے (عبادت کرے) معلوم ہوا کہ غیر خدا کو خدا سمجھ کر پکارنا شرک ہے کیونکہ یہ غیر خدا کی عبادت ہے اگر ان آیات کے یہ معنی نہ کئے جاویں تو ہم نے جو آیات و احادیث اور علماء دین کے اقوال پیش کئے جن میں غیر خدا کو پکارا گیا

ہے سب شرک ہوگا۔ پھر زندہ کو پکارو یا مردہ کو سامنے والے کو پکارو یا دوروالے کو سب ہی شرک ہوگا روزانہ ہم لوگ بھائی بہن دوست آشنا کو پکارتے ہی ہیں۔ تو عالم میں کوئی بھی شرک سے نہ بچا۔ نیز شرک کہتے ہیں غیر خدا کو خدا کی ذات یا صفات میں شامل کرنا کسی کو آواز دینا پکارنا اس میں کون سے صفت الٰہی میں داخل کرنا ہے پھر یہ شرک کیوں ہوا؟

اعتراض ......فاذکروا اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم۔

ترجمہ: پس اللہ کو کھڑے بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر یاد کرو۔

(پارہ ۵ سورہ ۴ آیت نمبر ۱۰۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اٹھتے بیٹھتے غیر خدا کا نام جپنا شرک ہے صرف خدا ہی کا ذکر چاہئیے۔

جواب:۔ اس آیت سے ذکر رسول اللہ کو حرام یا شرک سمجھنا نادانی ہے۔ آیت تو یہ فرما رہی ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو ہر حال میں ہر طرح خدا کا ذکر کر سکتے ہو۔ یعنی نماز میں تو پابندی تھی کہ بغیر وضو نہ ہو، سجدہ رکوع اور قعدہ میں تلاوت قرآن کریم نہ ہو بلا عذر بیٹھ کر یا لیٹ کر نہ ہو مگر جب نماز سے فارغ ہو چکے تو یہ پابندیاں اٹھ گئیں۔ اب کھڑے بیٹھے لیٹے ہر طرح خدا کو یاد کر سکتے ہو۔

اس آیت میں چند امور قابل غور ہیں ایک یہ کہ یہ امر فاذکروا اللہ وجوب کے لئے نہیں صرف جواز کے لئے ہے کہ نماز کے علاوہ چاہے خدا کو یاد کرو خواہ غیر خدا کو خواہ بالکل خاموش رہو ہر بات کی اجازت ہے دوسرے یہ کہ اگر یہ امر وجوب کے لئے بھی ہو تو بھی ذکر غیر اللہ ذکر اللہ کی نقیض نہیں تاکہ ذکر اللہ کے واجب ہونے سے یہ حرام ہو جاوے بلکہ ذکر اللہ کی نقیض عدم ذکر اللہ ہے تیسرے یہ کہ اگر ذکر اللہ کی نقیض ذکر اللہ مان بھی لی جاوے تب بھی ایک نقیض کے واجب ہونے سے دوسری نقیض زیادہ سے زیادہ حرام ہوگی نہ کہ شرک۔ مگر خیال رہے کہ حرام یا فرض ہونا فعل کی صفت ہے نہ کہ عدم فعل کی۔ چوتھے یہ کہ حضور علیہ السلام کا ذکر بالواسطہ خدا ہی کا ذکر ہے۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔

ترجمہ: جس نے رسول اللہ کی فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی۔

(پارہ ۵ سورہ ۴ آیت نمبر ۸۰)

جب کلمہ نماز حج درود خطبہ اذان غرض کہ ساری عبادات میں حضور علیہ الصلوٰۃ السلام کا ذکر داخل اور ضروری ہے تو نماز سے خارج ان کا ذکر اٹھتے بیٹھتے کیوں حرام ہوگا جو شخص ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے درود شریف یا کلمہ پڑھے تو حضور کا ذکر رہا ہے ثواب کا مستحق ہے۔ پانچواں اس طرح کہ تبت یدا ابی لھب (پارہ ۳۰ سورہ ۱۱۱ آیت نمبر ۱) اور سورہ منافقون اور وہ آیات جن میں کفار یا بتوں کا ذکر ہے ان کا پڑھنا ذکر اللہ ہے یا نہیں ضرور ہے کیونکہ یہ قرآنی آیات ہیں۔ ہر کلمہ پہ ثواب ہے اگر چہ ان آیات میں مذکور کفار یا بت ہیں مگر کلام تو اللہ کا ہے۔ کلام الٰہی کا ذکر تو ذکر اللہ ہو۔ مگر رحمت الٰہی یا نور الٰہی محمد رسول اللہ کا ذکر ذکر اللہ نہ ہو یہ کیا انصاف ہے؟ قرآن میں ہے قال فرعون فرعون نے کہا قال پڑھنے پر تیس ثواب اور لفظ فرعون پڑھنے پر پچاس ثواب کیونکہ ہر حرف کے دس ثواب ہیں تو فرعون کا نام قرآن میں پڑھا گیا پچاس نیکیاں ملیں اور محمد رسول اللہ کا نام لیا تو مشرک ہو گیا۔ یہ کیا عقل ہے؟ ساتویں اس طرح کہ حضرت یعقوب علیہ السلام فراق حضرت یوسف میں اٹھتے بیٹھتے حضرت یوسف کے نام کی رٹ فرماتے تھے اور ان کی یاد میں اس قدر روئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام فراق حضرت حوا علیہا السلام میں، حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فراق امام حسین رضی اللہ عنہ میں اٹھتے بیٹھتے ان کے نام جپا کرتے تھے اور بزبان حال یہ کہتے تھے۔

حال من در ہجرت والد کم از یعقوب نیست　　او پسر گم کردہ بود و من پدر گم کردہ ام

بتاؤ ان پر یہ حکم شرک جاری ہوگا یا نہیں اگر نہیں تو آج تو عاشق ہر حال میں اپنے نبی کو یاد کرے وہ کیوں مشرک ہوگا؟ ایک تاجر دن رات تجارت کا ذکر کرتا رہتا ہے طالب علم دن رات ہر حال میں سبق یاد کرتا ہے۔ وہ بھی غیر خدا کا نام جپ رہا ہے وہ کیوں مشرک نہیں۔

نوٹ:۔ دینانگر پنجاب میں ہمارا اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کا اسی مسئلہ ندا یارسول اللہ پر مناظرہ ہوا۔ ثناء اللہ صاحب نے یہ ہی آیت پیش کی۔ ہم نے صرف تین سوال کئے ایک یہ کہ قرآن میں امر کتنے معنی میں آیا ہے اور یہاں کون سے معنی میں استعمال ہوا؟ دوسرے یہ کہ ایک نقیض کے واجب ہونے سے دوسری نقیض حرام ہوگی یا نہیں؟ تیسرے یہ کہ ذکر اللہ کی نقیض کیا ہے؟ ذکر غیر اللہ یا عدم ذکر اللہ؟ جس کا جواب یہ دیا کہ آپ نے ان سوالات میں اصول فقہ اور منطق کو دخل دیا ہے یہ دونوں علم بدعت ہیں گویا کہ جاہل رہنا سنت ہے پھر ان سے سوال کیا کہ بدعت کی صحیح تعریف ایسی کردو جس سے محفل میلاد تو حرام رہے اور اخبار اہل حدیث نکالنا سنت ہو؟ یہ سوالات اب تک ان تمام پر قائم ہیں۔ ابھی وہ زندہ ہیں کوئی صاحب ان سے جوابات دلوادیں ہم مشکور ہوں گے مگر اب افسوس کہ ثناء اللہ صاحب تو بغیر جواب دیئے دنیا سے چلے گئے کاش کوئی ان کے معتقد صاحب جواب دے کر ان کی روح کو خوش کریں۔

اعتراض ...... بخاری جلد دوم کتاب الاستیذان بحث مصافحہ باب الاخذ بالیدین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضور علیہ السلام نے التحیات میں **السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** سکھایا **فلما قبض قلنا السلام علی النبی** ﷺ جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو ہم نے التحیات میں یوں پڑھا **السلام علی النبی**۔

(صحیح البخاری کتاب الاستیذان بحث مصافحہ باب الاخذ بالیدین ج ۲ ص ۹۲۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

عینی شرح بخاری میں اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں۔

فظاھر ھا انھم کانوا یقولون السلام علیک بکاف الخطاب فی حیاۃ النبی علیہ السلام لمامات ترکوا الخطاب و ذکروہ بلفظ الغیبۃ فصاروا یقولون السلام علی النبی۔

ترجمہ: حدیث کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ صحابہ کرام حضور کی زندگی پاک میں السلام علیک کاف خطاب سے کہتے تھے لیکن جبکہ حضور علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو خطاب کو چھوڑ دیا اور لفظ غائب سے ذکر کیا اور کہنے لگے السلام علی النبی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب الاستیذان بحث مصافحہ باب الاخذ بالیدین تحت رقم الحدیث ۶۲۶۵ ج ۲۲ ص ۳۸۵ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

اس حدیث اور شرح کی عبارت سے معلوم ہوا کہ التحیات میں السلام علیک کہنا زندگی پاک مصطفیٰ علیہ السلام میں تھا حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد التحیات میں بھی نداء کو چھوڑ دیا گیا تو جب صحابہ کرام نے التحیات میں سے ندا کو نکال دیا تو جو شخص نماز کے خارج میں یارسول اللہ وغیرہ کہے تو بالکل ہی شرک ہے۔

جواب:۔ بخاری اور عینی کی یہ عبارات تو آپ کے خلاف بھی ہیں کیونکہ آج تک کسی امام مجتہد نے التحیات کے بدلنے کا حکم نہ دیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی۔ اور امام شافعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی التحیات اختیار فرمائیں۔ مگر دونوں التحیات میں **السلام علیک ایھا النبی** ہے غیر مقلد بھی خواہ ثنائی ہوں یا غزنوی یہ ہی خطاب والی التحیات پڑھتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے التحیات کو بدلا اور حدیث مرفوع کے مقابل اجتہاد صحابی قبول نہیں۔ اور ان صحابہ کرام نے بھی اس لئے تبدیل نہ کیا کہ نداء غائب حرام ہے۔ ورنہ زندگی پاک میں دور رہنے والے صحابہ خطاب والی التحیات نہ پڑھتے۔ آخر یمن، خیبر، مکہ مکرمہ، نجد، عراق تمام جگہ نماز ہوتی تھی۔ تو اس میں وہ ہی التحیات پڑھی جاتی تھی۔ نداء غائب برابر ہوتی تھی۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حجاز میں تشریف فرما تھے اور نداء والی التحیات ہر جگہ پڑھی جارہی تھی نہ حضور علیہ السلام نے منع فرمایا نہ صحابہ

کرام نے کچھ شبہ کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے التحیات سکھاتے وقت یہ نہ فرمایا تھا کہ یہ التحیات صرف ہماری زندگی پاک میں ہے اور ہماری وفات شریف کے بعد دوسری پڑھنا۔

فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب العقائد ص ۱۷ میں ہے۔ لہذا صیغہ خطاب کو بدلنا ضروری نہیں اور اس میں تقلید بعض صحاب کی ضروری نہیں۔ ورنہ خود حضور علیہ السلام فرماتے کہ بعد میرے انتقال کے خطاب نہ کرنا۔ بہر حال صیغہ خطاب رکھنا اولیٰ ہے۔ اصل تعلیم اسی طرح ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہوا کہ بعض صحابہ کا یہ فعل حجت نہیں ورنہ لازم آوے گا کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ پاک میں شرک ہوتا رہا۔ اور منع نہ فرمایا گیا۔ بعد میں بھی بعض نے بدلا نہ کہ کل نے۔ بلکہ مرقات باب التشہد اخیر فصل میں ہے۔

واما قول ابن مسعود کنا نقول الخ فھو روایته ابی عوانة وروایته البخاری اصح فیھا بینت ان ذلك لیس من قول ابن مسعود بل من فھم الراوی عنه ولفظھا فلما قبض قلنا سلام یعنی علی النبی فقوله قلنا سلام یعتمل انه ارادبه استمررنا علی ما کنا علیه فی حیاته۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نے التحیات ہرگز نہ بدلی یہ صرف راوی کی فہم ہے نہ اصل واقعہ۔

اعتراض ...... بعض وہابی یہ کہتے ہیں کہ کسی نبی یا ولی کو دور سے یہ سمجھ کر پکارنا کہ وہ ہماری آواز سنتے ہیں شرک ہے کیونکہ دور کی آواز سننا تو خدا ہی کی صفت ہے غیر خدا میں یہ طاقت ماننا شرک ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو یا رسول اللہ یا غوث وغیرہ کہنا جائز ہے۔ جیسے ہوا کو ندا دیا کرتے ہیں "سن اے بادصبا" وغیرہ کہ وہاں یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہوا سنتی ہے آج کل عام وہابی یہی عذر پیش کرتے ہیں فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ میں اسی پر زور دیا ہے۔

جواب:۔ دور سے آواز سننا ہرگز خدا کی صفت نہیں۔ کیونکہ دور سے آواز تو وہ سنے جو پکارنے والے سے دور ہو۔ رب تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے خود فرماتا ہے:

نحن اقرب الیه من حبل الورید۔

ترجمہ: ہم تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

(پارہ ۲۶ سورہ ۵۰ آیت نمبر ۱۶)

واذا سالك عبادی عنی فانی قریب۔

ترجمہ: جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو فرما دو کہ قریب ہیں۔

(پارہ ۲ سورہ ۲ آیت نمبر ۱۸۶)

نحن اقرب الیه منکم ولکن لا تبصرون۔

ترجمہ: ہم اس بیمار سے بمقابلہ تمہارے زیادہ قریب ہیں مگر تم دیکھتے نہیں۔

(پارہ ۲۷ سورہ ۵۶ آیت نمبر ۸۵)

لہذا پروردگار تو قریب ہی کی آواز سنتا ہے ہر آواز اس سے قریب ہی ہوتی ہے کہ وہ خود قریب ہے اور اگر مان لیا جاوے کہ دور کی آواز سننا اس کی صفت ہے تو قریب کی آواز سننا بھی تو اس کی صفت ہے لہذا چاہیئے کہ قریب والے کو بھی سامع سمجھ کر نہ پکارو۔ ورنہ مشرک ہو جاؤ گے سب کو بہرا جانو۔ نیز جس طرح دور کی آواز سننا خدا کی صفت ہے اسی طرح دور کی چیز دیکھنا۔ دور کی خوشبو پالینا بھی تو صفت الٰہی ہے اور ہم علم غیب اور حاضر و ناظر کی بحث میں ثابت کر چکے ہیں کہ اولیاء اللہ کے لئے دور و نزدیک یکساں ہیں۔ جب ان کی نظر دور و قریب کو یکساں دیکھ سکتی ہے تو اگر ان کے کان دور و نزدیک کی آوازیں سن لیں تو کیوں شرک ہوا؟ یہ وصف ان کو بہ عطاء الٰہی حاصل ہوا۔ اب ہم دکھاتے ہیں کہ دور کی آواز انبیاء و اولیاء سنتے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو پالی اور فرمایا **انی لاجد ریح یوسف** (پارہ ۱۳ سورہ ۱۲ آیت نمبر ۹۴) بتاؤ یہ شرک ہوا یا نہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ پاک سے حضرت ساریہ کو آواز دی جو مقام نہاوند میں جنگ کر رہے تھے۔ اور حضرت ساریہ نے وہ آواز سن لی (دیکھو مشکوۃ باب الکرامات فصل ثالث ص ۵۴۶ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی) حضرت فاروق کی آنکھ دور سے دیکھا حضرت ساریہ کے کان نے دور سے سنا۔ تفسیر روح البیان وجلالین و مدارک وغیرہ تفاسیر میں زیر آیت **واذن فی الناس بالحج** (پارہ ۱۷ سورہ ۲۲ آیت نمبر ۲۷) ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنا کر پہاڑ پر کھڑے ہو کر تمام روحوں کو آواز دی کہ اے اللہ کے بندو چلو قیامت تک جو بھی پیدا ہونے والے ہیں۔ سب نے وہ آواز سن لی۔ جس نے لبیک کہد یا وہ ضرور حج کرے گا اور جو روح خاموش رہی وہ کبھی حج نہیں کر سکتی کہیئے یہاں تو دور کے علاوہ پیدائش سے پہلے سب نے حضرت خلیل کی آواز سن لی یہ شرک ہوا یا نہیں؟ اسی طرح حضرت خلیل نے بارگاہ رب جلیل میں عرض کیا کہ مولیٰ مجھے دکھا دے کہ تو مردے کو کس طرح زندہ فرمائے گا تو حکم ہوا کہ چار پرندوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت چار پہاڑوں میں رکھو ثم **ادعهن یاتینك سعیا** (پارہ ۳ سورہ ۲ آیت نمبر ۲۶۰) پھر انہیں پکارو دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ دیکھو مردہ جانوروں کو پکارا گیا اور وہ دوڑتے ہوئے آئے تو کیا اولیاء اللہ ان جانوروں سے بھی کم ہیں؟ آج ایک شخص لنڈن میں بیٹھ کر بذریعہ ٹیلیفون ہندوستان کے آدمی سے بات کرتا ہے اور یہ جھوٹ اس کو پکارتا ہے کہ ہندوستان کا آدمی اس آلہ کے ذریعہ میری بات سنتا ہے یہ پکارنا شرک ہے کہ نہیں؟ تو اگر کسی مسلمان کا عقیدہ یہ ہو کہ قوت نبوت ٹیلیفون کی قوت سے زیادہ ہے اور حضرات انبیاء قوت خداداد سے ہر ایک کی آواز سنتے ہیں۔ پھر پکارے یارسول اللہ الغیاث تو کیوں شرک ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک سفر میں جاتے ہوئے ایک جنگل میں چیونٹی کی آواز دور سے سنی۔ وہ کہتی ہے۔

یا یها النمل ادخلوا مسٰکنکم لا یحطمنکم سلیمٰن وجنوده وهم لا یشعرون۔

ترجمہ: اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کا لشکر بے خبری میں۔

(پارہ ۱۹ سورہ نمل آیت نمبر ۱۸)

تفسیر روح البیان وغیرہ میں اسی آیت کے ماتحت ہے کہ آپ نے تین میل سے چیونٹی کی یہ آواز سنی خیال کرو کہ چیونٹی کی آواز اور تین میل کا فاصلہ کہیئے یہ شرک ہوا کہ نہیں؟

مشکوۃ باب اثبات عذاب القبر ص ۲۵ الفصل الاول مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی میں ہے کہ دفن کے بعد میت قبر میں سے باہر والوں کے پاؤں کی آواز سنتی ہے اور زائرین کو دیکھتی اور پہچانتی ہے اسی لئے قبرستان میں جا کر اہل قبور کو سلام کرنا چاہیے اس قدر مٹی کے نیچے ہو کر

حاشیہ......☆

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں۔

حدثنا احمد بن الحسین بن مابهرام ابو عبداللہ الایدجی حدثنا محمد بن مرزوق البصری حدثنا هانیء بن یحیی السلمی حدثنا حسن بن جعفر الجفری عن قتادة عن یحیی بن وثاب عن ابی هریرة قال: قال رسول اللہ ﷺ لما کلم اللہ موسی کان یبصر دبیب النمل علی الصفا فی اللیلة الظلماء من سیرة عشرة فراسخ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام چیونٹی کے پاؤں کی آواز رات کے اندھیرے میں دس فرسخ کے فاصلے سنتے تھے۔

(طبرانی صغیر باب من اسمہ احمد ج ۱ ص ۳۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اتنی آہستہ آواز کو سننا کس قدر دور کی آواز سننا ہے کہو شرک ہوا یا کہ نہیں؟ ہم بحث علم غیب اولیاء اللہ میں مشکوۃ کتاب الدعوات کی حدیث نقل کر چکے ہیں کہ اللہ کا ولی خدائی طاقت سے دیکھتا، سنتا اور چھوتا ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ اپنی قوت سے عطا فرماوے۔ وہ اگر دور سے سن لے تو کیوں شرک ہے؟ مخالفین کے معتمد اور معتبر عالم مولوی عبدالحیٔ صاحب لکھنوی فتاوٰی عبدالحیٔ کتاب العقائد صفحہ ۴۳ میں اس سوال کے جواب میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ **لم یلد ولم یولد** حضور علیہ السلام کی شان ہے اور **قل ھو اللہ احد** (پارہ ۳۰ سورہ ۱۲۲ آیت نمبر ۱) حضور علیہ السلام کی صفت ہے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا۔ جبکہ آپ چہل روزہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا۔ اس کی اذیت سے مجھ کو رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ ان دنوں آپ چہل روزہ (چالیس دن) کے تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا؟ فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا۔ حالانکہ شکم مادر میں تھا اور فرشتے عرش کے نیچے تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا۔ حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اس روایت سے تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام والدہ ماجدہ کے شکم میں ہی عرش و فرش کی تمام آوازیں سنتے تھے۔ حدیث میں ہے کہ جب کوئی عورت اپنے نیک شوہر سے لڑے تو جنت سے حور پکار کر اسے ملامت کرتی ہے (مشکوۃ باب معاشرۃ النساء ص ۲۸۱ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی) معلوم ہوا کہ گھر کی کوٹھڑی کی جنگ کو حور اتنی دور سے دیکھتی اور سنتی ہے اور پھر اس علم غیب بھی ہے کہ اس آدمی کا انجام بخیر ہوگا۔ دوربین سے دور کی چیزیں دیکھتے ہیں ریڈیو ٹیلیفون سے دور کی آواز سنتے ہیں۔ تو کیا نبوت ولایت کی طاقت بجلی کی طاقت سے بھی کم ہے معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی قدم کی آہٹ سنی جارہی تھی اور اگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی بجسم مثالی جنت میں پہنچے تو حاضر و ناظر کا ثبوت ہوا۔

ان سب باتوں کے متعلق مخالف یہ ہی کہے گا کہ وہ تو خدا نے سنایا تو ان حضرات نے سن لیا۔ پس ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کو خدا دور کی آوازیں سناتا ہے تو یہ سنتے ہیں خدا تعالیٰ کی یہ صفت ذاتی ان کی عطائی۔ خدا کی قدیم۔ ان حضرات کی حادث۔ خدا کی یہ صفت کسی کے قبضہ میں نہیں ان کی یہ صفت خدا کے قبضہ میں خدا کا سننا بغیر کان وغیرہ عضو کے۔ ان کا سننا کان سے اتنے فرق ہوتے ہوئے مشرک کیسا؟ اس نداء کے متعلق اور بہت کچھ کہا جاسکتا ہے مگر اسی قدر پر ہی کفایت ہے۔

بڑے علماں نے عقلاں والے او تھے پل نہ اڑدے نے　　　　میں سنیا دیکھ کے اس نوں پتھر بھی کلمہ پڑھ دے نے

حاشیہ......☆

ندائے یارسول اللہ پر مزید دلائل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لاتجعلو دعآء الرسول بینکم کدعآء بعضکم بعضا۔

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

(پارہ ۱۸ سورہ نور آیت نمبر ۶۳)

امام مجاہد بن جبر المخزومی التابعی متوفی ۱۰۴ھ لکھتے ہیں۔

انبا عبدالرحمن قال ثنا ابراھیم قال نا آدم قال نا ورقاء عن ابن ابی نجیح عن مجاھد فی قولہ لاتجعلو دعآء الرسول کدعآء بعضکم بعضا قال امرھم ان یقولوا یارسول اللہ فی لین و تواضع ولا یقولوا

حاشیہ.....☆

یا محمد فی تجهم۔

(تفسیر مجاہد تحت سورۃ النور آیت نمبر ۶۳ ج ۲ ص ۴۴۵ مطبوعہ المنشورات العلمیہ بیروت)

امام علی بن احمد الواحدی متوفی ۴۶۸ھ لکھتے ہیں۔

ای لا تقولوا اذا دعوتموه یا محمد کما یقول احدکم لصاحبه ولکن قولوا یا رسول الله یا نبی الله۔

(الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز ج ۲ ص ۷۷۲ مطبوعہ دار الشامیہ بیروت)

امام حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں۔

وقال مجاهد وقتادة لاتدعوه باسمه کما یدعو بعضکم بعضا یا محمد یا عبدالله ولکن فخموه وشرفوه فقولوا یا نبی الله یارسول الله۔

(تفسیر بغوی ج ۳ ص ۳۵۹ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت)

علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد جوزی متوفی ۵۹۷ھ لکھتے ہیں۔

انهم امروا ان یقولوا یارسول ونهوا ان یقولوا یا محمد قاله سعید بن جبیر وعلقمة بن الاسود وعکرمة ومجاهد۔

(زاد المسیر ج ۶ ص ۶۸ مطبوعہ مکتب الاسلامی بیروت)

ان کے علاوہ ملاحظہ فرمائیں:

(تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵،۴۰۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (تفسیر ابو سعود ج ۶ ص ۱۹۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (تفسیر الثعالبی ج ۳ ص ۱۲۹ مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت)، (فتح القدیر للشوکانی غیر مقلد ج ۴ ص ۵۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (تفسیر بیضاوی ج ۴ ص ۲۰۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (الکشاف ج ۳ ص ۲۶۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)، (النکت والعیون ج ۴ ص ۱۲۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)، (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۰۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)، (تفسیر طبری ج ۱۸ ص ۱۷۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ لکھتے ہیں۔

وعن ابی هریرة قال سمعت رسول الله ﷺ یقول والذی نفس ابی القاسم بیده لینزلن عیسی بن مریم اماما مقسطا وحکما عدلا فلیکسرن الصلیب ویقتلن الخنزیر ولیصلحن ذات البین ولیذهبن الشحناء ولیعرضن المال فلا یقبله احد ثم لئن قام علی قبری فقال یامحمد لاجبته۔قلت هو فی الصحیح باختصار۔ رواه ابویعلی ورجاله رجال الصحیح۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں ابوالقاسم ﷺ کی جان ہے البتہ ضرور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے امام منصف اور امام حاکم عادل ہو کر سو ضرور صلیب توڑیں گے اور ضرور خنزیر کو قتل کریں گے اور ضرور لوگوں کے آپس کے معاملات درست کر دیں گے اور مال پیش کریں گے تو کوئی اس کو نہ لے گا پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے اے محمد ﷺ تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا۔ یہ روایت اختصار کے ساتھ صحیح (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی) میں ہے اس کو امام ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد باب ذکر الانبیاء ﷺ ج ۸ ص ۲۱۴ مطبوعہ موسسۃ المعارف بیروت)، (المطالب العالیہ ج ۴ ص ۳۴۹ رقم الحدیث ۳۴۵۷ مطبوعہ دار العاصمہ سعودی عرب مکۃ المکرمۃ)

امام احمد بن علی موصلی متوفی ۳۰۷ھ روایت کرتے ہیں۔

قام علی قبری فقال یا محمد لاجبته۔

ترجمہ: وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر کہیں گے اے محمد ﷺ تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا۔

(مسند ابویعلی ج ۱۱ ص ۶۲ رقم الحدیث ۶۵۸۴ مطبوعہ دار المامون للتراث دمشق شام)

حاشیہ......☆

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں۔

عن عبدالرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذکر احب الناس الیك فقال یا محمد۔

(الادب المفرد ص ۲۵۰ رقم الحدیث ۹۶۴ مطبوعہ مکتبہ الاثریہ سانگلہ و فی نسخہ ص ۳۳۵ رقم الحدیث ۹۶۴ مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیہ بیروت و فی نسخہ ص ۱۴۲ مطبوعہ ادارۃ اسلامیات انارکلی لاہور)

امام علی بن جعد الجوہری البغدادی متوفی ۲۳۰ھ روایت کرتے ہیں۔

ثنا علی انا زهیر عن ابی اسحاق عن عبدالرحمن بن سعد قال کنت عند عبدالله بن عمر فخدرت رجله فقلت له یا عبد ابو عبدالرحمن مالرجلك؟ قال اجتمع عصبها من هاهنا قلت ادع احب الناس الیك قال یا محمد فانسبطت۔

ترجمہ: امام عبدالرحمٰن بن سعید رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا پاؤں سو گیا۔ میں نے عرض کی اے ابو عبدالرحمٰن آپ کے پاؤں کو کیا ہوا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہاں سے ناڑیں اکٹھی ہو گئی ہیں تو میں نے عرض کی کہ آپ اپنی محبوب ترین شخصیت کو ندا کریں تو آپ نے فوراً فرمایا یا محمد (ﷺ) پس فی الفور اسی وقت آپ کا پاؤں کھل گیا۔

(مسند ابن الجعد ص ۳۶۹ رقم الحدیث ۲۵۳۹ مطبوعہ موسسہ نادر بیروت)

امام ابوبکر ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں۔

حدثنی محمد بن ابراهیم الانماطی وعمرو بن الجنید بن عیسی ثنا محمود بن خداش ثنا ابوبکر بن عیاش ثنا ابو اسحاق السبیعی عن ابی سعید قال کنت امشی مع ابن عمر فخدرت رجله فجلس فقال له رجل اذکر احب الناس الیك فقال یا محمداه فقال فمشی۔

(عمل الیوم واللیلۃ ص ۶۷ مطبوعہ نور محمد کتب خانہ کراچی)

امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں۔

فقال له رجل اذکر احب الناس الیك فقال یامحمد ﷺ فکانما نشط من عقال۔

ترجمہ: ایک شخص نے انہیں کہا اس ہستی کو یاد کرو جو تمہیں تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہو انہوں نے کہا یا محمد ﷺ وہ اسی وقت چنگے بھلے ہو گئے گویا قید سے آزاد کر دیئے گئے ہوں۔

(الاذکار باب مایقولہ اذا خدرت رجلہ ص ۲۷۱ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ مشکل وقت میں امام الانبیاء ﷺ کو پکارنا ان کو مدد کے لئے پکارنا نہ کفر ہے نہ شرک ہے نہ بدعت ضلالہ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت مبارک ہے۔

حضرت ابو عبیدہ ابن عامر الجراح نے حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہما کو ایک ہزار افراد کے ہمراہ حلب کا جائزہ لینے کے لیے روانہ کیا جب وہ حلب کے قریب پہنچے تو یوقنا پانچ ہزار افراد کے ساتھ حملہ آور ہوا۔ مسلمان جم کر لڑے اتنے میں پیچھے چھپے ہوئے پانچ ہزار افراد کے لشکر نے حملہ کر دیا۔ اس خطرناک صورت حال نے مسلمانوں کو بے حد پریشان کر دیا۔ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھامے ہوئے بلند آواز سے پکارا۔

حاشیہ......☆

امام محمد بن عمر واقدی متوفی ۲۰۷ھ لکھتے ہیں۔

یا محمد یامحمد یا نصر اللہ انزل

ترجمہ: یامحمد یامحمد اے اللہ کی امداد نزول فرما۔

(فتوح الشام ذکر فتح مدینہ حلب وقلاعہا ج۱ص۲۴۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام محمد بن عمر واقدی متوفی ۲۰۷ھ لکھتے ہیں۔

فتح بہنسا کے موقع پر ایک دفعہ جب رات بھر جنگ ہوتی رہی اس وقت مسلمانوں کا شعار علامتی نشان تھا۔

یا محمد یامحمد یا نصر اللہ انزل۔

ترجمہ: یامحمد یامحمد اے اللہ کی امداد نزول فرما۔

(فتوح الشام ذکر فتوح البہنسا ونزول الصحابۃ وقتل البطریق ج۲ص۲۶۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے احوال میں لکھتے ہیں۔

وکان شعارہم یومئذ یا محمداہ۔

ترجمہ: اس زمانہ میں مسلمانوں کا شعار یامحمداہ کہنا تھا۔

(البدایہ والنہایہ ج۶ص۳۲۴ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ھذا مما تعاھدہ اھل المدینۃ۔

ترجمہ: یہ (یامحمداہ کی نداء) اہل مدینہ کے معمولات میں سے ہے۔

(نسیم الریاض شرح الشفاء فصل فیما روی عن السلف ج۳ص۳۵۵ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تھی جبکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی۔ مقابلہ بہت شدید تھا۔ ایک وقت نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان مجاہدین کے پاؤں اکھڑنے لگے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار تھے انہوں نے یہ حالت دیکھی تو یہ نارہ لگایا:

حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں۔

ثم نادی بشعار المسلمین وکان شعارہم یومئذ یا محمداہ۔

ترجمہ: تو انہوں نے مسلمانوں کی علامت کے ساتھ ندا کی اس دن مسلمانوں کی علامت تھی یامحمداہ۔

(البدایہ والنہایہ ج۶ص۳۲۴ مطبوعہ دارالمعارف بیروت)

امام ابوالحسن علی بن ابی الکرم ابن الاثیر متوفی ۶۳۰ھ لکھتے ہیں۔

ثم برز خالد ودعا الی البراز ونادی بشعارھم وکان شعارھم یا محمداہ فلم یبرز الیہ احد الا قتلہ۔

ترجمہ: پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے (دشمن کو) للکارا اور للکارنے والوں کو دعوت دی پھر مسلمانوں کے معمول کے مطابق یامحمداہ کہہ کر نعرہ لگایا۔ پھر وہ جس شخص کو بھی للکارتے اس کو قتل کر دیتے تھے۔

(الکامل فی التاریخ لابن الاثیر ذکر القحط وعام الرمادۃ ج۲ص۵۵۶ مطبوعہ دار صادر بیروت)

حاشیہ......☆

حافظ عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب حراست میں میدان جنگ سے گزریں تو بے ساختہ فریاد کی۔

یا محمداہ یا محمداہ صلی علیک اللہ وملک السماء ہذا حسین بالعراء مزمل بالدماء مقطع الاعضاء یامحمداہ وبناتک سبایا و ذریتک مقتلہ تسفی علیہا الصبا...... قال فابکت کل عدو وصدیق۔

ترجمہ: اے بہت ہی تعریف کیے ہوئے۔امداد (دو مرتبہ) اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اور آسمانی فرشتے درود بھیجیں یہ حسین میدان میں ہیں خون میں نہائے ہوئے اعضاء کٹے ہوئے۔یا محمد امداد آپ کی بیٹیاں حراست میں ہیں آپ کی اولاد شہید کردی گئی۔باد صبا ان پر مٹی اڑا رہی ہے راوی کہتے ہیں ان کی پرسوز فریاد نے ہر اپنے اور بیگانے کو رلا دیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۹۳ مطبوعہ دار المعارف بیروت)

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان واقعہ بسند مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران [illegible]

فاسرهم الروم مرة فقال لهم الملك انی اجعل فيكم الملك وازوجكم بناتی و تدخلون فی النصرانية فابوا وقالوا یا محمداه۔

ترجمہ۔یعنی ایک بار نصاریٰ روم انہیں قید کر کے لے گئے بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ انہوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمداہ۔

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچا لیا۔وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے۔انہوں نے حال پوچھا فرمایا:

ما كانت الا الغطسة التی رایت حتی خرجنا فی الفردوس۔

ترجمہ: بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو ہم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنت اعلیٰ میں تھے۔

امام فرماتے ہیں۔

كانا مشهورين بذلك معروفين بالشام فی الزمن الاول۔

ترجمہ: یہ حضرات زمانہ سلف میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف ہے۔

(شرح الصدور للسیوطی باب زیارۃ القبور وعلم الموتی ص ۹۰ مطبوعہ خلافت اکیڈمی سوات)

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ میں ہے۔

سئل عما يقع من العامة من قولهم عند الشدائد يا شيخ فلان ونحو ذلك من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والصالحين وهل للمشائخ اغاثة بعد الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء والعلماء الصالحين جائزة وللانبياء وللرسل والاولياء والصالحين اغاثة بعد موتهم الخ۔

ترجمہ: یعنی ان سے سوال ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یارسول اللہ یا علی یا شیخ عبد القادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔

(فتاویٰ الرملی فی فروع الفقہ الشافعی مسائل شتی ج ۴ ص ۷۳۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

حاشیہ......☆

علامہ خیرالدین رملی استاذ صاحب درمختار فتاویٰ خیریہ میں فرماتے ہیں۔

قولهم یا شیخ عبدالقادر فهو نداء فما الموجب لحرمته۔

ترجمہ: لوگوں کا کہنا کہ یا شیخ عبدالقادر یہ ایک نداء ہے پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے۔

(فتاویٰ خیریہ کتاب الکراہتہ والاستحسان ج ۲ ص ۱۸۲ مطبوعہ دارالمعارفہ للطباعۃ بیروت)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وصلى عليك يا خير خلقه ويا خير مامول ويا خير واهب
ويا خير من يرجىٰ لكشف رزية ومن جوده قد فاق جود السحائب
وانت مجيرى من هجوم ملمة اذا انشبت فى القلب شر المخالب

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم فصل یازدہم ص ۲۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

پڑا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہوکر میری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں بس اب چاہو ڈبا دو یا تراؤ یارسول اللہ

(کلیات امدادیہ گلزار معرفت ص ۴ مطبوعہ مطبع راشد کمپنی دیوبند)

نیز حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اے رسول کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفے فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

(نالہ امداد غریب صفحہ ۲۲ مطبوعہ مطبع راشد کمپنی دیوبند)

نیز حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی صورت کا سفید شفاف کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کرے اور **الصلاة والسلام عليك يارسول الله** کی داہنے اور **الصلاة والسلام عليك يانبى الله** کی بائیں اور **الصلاة والسلام عليك يا حبيب الله** کی ضرب دل پر لگائے۔

(ضیاء القلوب ص ۵۵ مطبوعہ مطبع راشد کمپنی دیوبند)

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگی (کفر و شرک ہے)

(بہشتی زیور حصہ اول ص ۳۵ مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

یہاں "کسی" سے مراد حضور ﷺ اور اولیاء کرام مراد ہیں کیونکہ دیوبندیوں کے نزدیک اکابر دیوبند کو دور سے پکارنا شرک نہیں یہ حکم صرف امام الانبیاء ﷺ کے لئے ہیں۔ دیکھئے۔

محمد ذوالفقار علی دیوبندی فرماتے ہیں۔

یا مرشدی ویا مولئی یا مفزعی یا ملجائی فی مبدئی ومعادی

حاشیہ......☆

اے میرے مرشد اے میری پناہ اے میری گھبراہٹ کے سہارا اور اے جائے پناہ دنیا و آخرت میں

ارحم علی ایا غیاث فلیس لی　　　　کهفی سوی حبیکم من زاد

رحم کیجئے مجھ پر اے میرے فریاد رس کیونکہ نہیں ہے میرے لئے، اے میرے جائے پناہ سوا آپکی محبت کے کوئی توشہ

یا سیدی للہ شیئا انہ　　　　انتم لی المجدی وانی جادی

اے میرے سردار خدا کے واسطے کچھ عطا ہو!　　　　بیشک آپ میرے لئے جود کرنے والے ہیں اور میں سائل ہوں

(کرامات امدادیہ ص ۳۱ ناشر کتب خانہ ہادی دیو بند (یو۔پی)

اشرف علی تھانوی اپنے پیر حاجی امداد اللہ کے اشعار نقل کرتے ہیں۔

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی برسن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(امداد المشتاق ص ۹۶۔۹۷ مطبوعہ ممتاز اکیڈمی اردو بازار لاہور)، (شمائم امدادیہ ص ۸۳۔۸۴ مطبوعہ مدنی کتب خانہ ملتان)

معزز قارئین حضرات انصاف کیجئے حاجی امداد اللہ اور ذوالفقار علی اپنے پیر کو پکار رہے ہیں کسی دیوبندی نے یہ نہیں کہا کہ یہ شرک ہے وہ اس لئے کہ وہ ان کے اکابر ہیں۔

دیوبندیوں کے شیخ الھند کے مشرک ہونے کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ محدث دیوبند سید اصغر حسین لکھتے ہیں۔

۱۳۲۲ کے آخر میں دیوبند میں شدید طاعون ہوا چند طلبہ بھی مبتلا ہوئے ایک فارغ التحصیل طالب علم محمد صالح ولایتی جو صبح و شام میں سند فراغت لے کر وطن رخصت ہونے والے تھے اسی مرض میں مبتلا ہوئے اور حالت آخری ہوگئی وفات سے کسی قدر پہلے انہوں نے ایسی گفتگو شروع کی کہ گویا شیطان سے مناظرہ کررہے ہیں اس کے دلائل کو توڑتے اپنے استدلال پیش کرتے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے مناظرہ میں شیطان کو بخوبی شکست دیدی پھر کہنے لگے افسوس اس جگہ کوئی ایسا خدا کا بندہ نہیں ہے جو مجھ سے اس خبیث کو دفع کرے یہی کہتے کہتے دفعۃً بول اٹھے کہ واہ واہ سبحان اللہ دیکھو میرے استاد حضرت مولانا محمود الحسن صاحب تشریف لائے دیکھو وہ شیطان بھاگا۔ ارے خبیث کہا جاتا ہے۔ ایک ساعت کے بعد طالب علم صاحب کا انتقال ہوگیا۔ حضرت مولانا اس واقعہ کے وقت وہاں موجود نہ تھے۔ مگر روحانی تصرف سے امداد فرمائی۔

(حیات شیخ الھند ص ۲۵۵ مطبوعہ ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور)

معزز قارئین حضرات دیکھئے اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگی یہ کفر و شرک ہے اب دیکھئے کہ محمد صالح ولایتی مشرک جو کہہ رہے ہیں کہ افسوس اس جگہ کوئی ایسا خدا کا بندہ نہیں ہے جو مجھ سے اس خبیث کو دفع کرے۔ محمد صالح